(قسط ۳۵) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی*

عہد طالبعلمی میں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے علمی منتخبات

(۱۹۶۸ء کی ڈائری)

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب دامت برکاتہم آٹھ نو سال کی نو عمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزہ و اقارب' اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے۔ آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے ۔جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ' تحقیقی عبارت' علمی لطیفہ' مطلب خیز شعر' ادبی نکتہ' اور تاریخی تجربہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں...... (مرتب)

اسیر مالٹا، تلمیذ و رفیق شیخ الہند مولانا عزیر گل اور ان کے رفقاء سے مصر میں پوچھ گچھ:

۲ر اپریل: آج مولانا عبدالقدوس قاسمی فاضل دیوبند کے صاحبزادے سجاد مقتول (شہید) کی تعزیت کیلئے احقر زیارت کاکا صاحب گیا اسیر مالٹا مولانا عزیر گل مدظلہ بھی موجود تھے رات وہیں قیام ہوا خلاف معمول میرے چھیڑنے پر حضرتؒ نے اسارت مالٹا اور تحریک پر بڑی کھل کر گفتگو فرمائی کہ عموماً اس موضوع کو ٹالتے تھے۔

آج مالٹا جیزہ کے قید خانوں پر بھی روشنی ڈالی کہا مصر پہنچ کر انگریز افسر نے خوب شراب پی پھر ان کا بڑا چیخنے چلانے لگا کہ ہم مجاز نہیں انہوں نے ایک تنگ خیمہ میں ستون (بانس) کے ساتھ ہمیں کھڑا کیا سنگین چڑھانے کی بندوقوں کی آوازیں تھیں مگر ہمارے دل میں خدا نے ڈال دیا تھا کہ یہ تو مجاز نہیں کہ گولی

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

چلائیں حاکم کے سامنے میرا بھی بیان لیا گیا میں ہر بات پر لا نسلم کہتا کہ کہیں شیخ (مولانا محمود الحسن دیوبندی) پر شہادت نہ ہو جائے سمستہ (مجاہدین بالاکوٹ کا مرکز) کے نام سے بھی انکار کر دیا کہ میں تو سمستہ نہیں مرکز دیکھا تھا حاجی صاحب ترنگ زئی کے بارہ میں پوچھ گچھ ہوئی میں نے انہیں مولانا عبید اللہ سندھی کے ہاں دیوبند میں دیکھا تھا مولانا مدنی سے بھی سوالات کرتے رہے مگر وہ انہیں لمبی چوڑی تقاریر میں الجھا دیتے اور انگریز منتظر رہتا کہ کہیں کام کی بات ان سے نکل آئے گی مگر حضرت سے کوئی کام کی بات نہ نکلتی اس نے کہا کہ ہندوستان کے بڑے بڑے لوگوں کی شہادت تو پیش کر دو فرمایا ان لوگوں کو بہت کچھ صحیح معلوم تھا اس سلسلہ میں انہوں نے آزادگل میاں صاحب کا نام بھی لیا کہ مولانا سیف الرحمٰن نے انہیں لگا دیا تھا۔

اس سے قبل ایک ملاقات جو حضرت شیخ الہند کے رفیق خاص کے ساتھ ان کی آبائی زمین سخا کوٹ میں ۶ رشوال ۶۷ھ کو موصوف کے بھتیجے مولانا عبداللہ کا کا خیل کی معیت میں ہوئی تھی جس میں احقر نے خواہش کا اظہار کیا تھا کہ شیخ الہند کی تحریک حریت کے واقعات پر روشنی ڈال دی جائے لیکن حضرت موصوف نے سختی سے انکار کیا اور کہا کہ پلارته دے ډېر معلومات دی هغه نه معلوم كه مادا سيزونه هير كړی دی زه يادول نه غواړم (یعنی آپکے والد کو کافی معلومات ہیں ان سے معلوم کرو میں نے یہ چیزیں بھلا دی ہیں ان کو یاد کرنا نہیں چاہتا)

دوران گفتگو ایک دفعہ ترکی کا ذکر آیا تو پھر میں نے گفتگو کو اس طرف موڑتے ہوئے کہا کہ حضرت آپ نے ترکی کا سفر کیا ہے؟ کہا نہیں میں نے کہا کہ حضرت شیخ الہند کی تحریک میں تو ترکی بھی جانا شامل تھا پھر سختی سے کہا کہ اس موضوع پر نہ بولئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں جس وقت وہ چاہے گا ان اشیاء اور واقعات کو ظاہر کر دونگا اور کہا کہ اب حضرت مدنی نے نقشِ حیات وغیرہ میں روشنی ڈالی ہے اسے پڑھ لیں میں نے پھر جرأت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت یہ اسرار مخفی رہنے کی چیزیں نہیں ہم اخلاف کیلئے لائحہ عمل واضح ہونا چاہیے تو کہا کہ جس وقت اللہ چاہے گا آپکو سب کچھ ظاہر ہو جائے گا صبح کے وقت میں نے پھر گستاخی کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت ابھی تک کچھ جزئیات واضح ہو چکی ہیں لیکن تفصیلی حالات اور مقاصد مبہم ہیں تو فرمایا کہ لوگوں نے جزئیات سے کیا فائدہ لیا اور کیا عمل کیا کہ تفصیلی واقعات کا پوچھنا چاہتے ہو ایسا محسوس ہوا کہ حضرت موصوف ان واقعات کو بھلانا چاہتے ہیں اور جہاں تک ہو سکے ان نا شرمندہ تعبیر سہانے خوابوں کی یاد سے گریز کرتے ہیں وہ حضرت شیخ الہند کی محبت میں فنا ہیں دوران گفتگو بار بار "مولانا، مولانا" کا ذکر آتا تھا جس سے مراد ان کا شیخ الہند کی ذات ہوتی تھی دیگر اکابر معاصرین کو صرف نام سے یاد فرماتے ہیں

حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بے پناہ عشق و محبت:

معاصرت و رفاقت کے باوجود آپ کو حضرت شیخ مدنی کے ساتھ بے پناہ عشق و محبت ہے قسم کھا کر کہا کہ میں اگر چہ خط و کتابت میں حد سے زیادہ کاہل اور بے پرواہ ہوں لیکن اللہ حاضر ہے کہ دس سال کے اس عرصہ میں مولانا مدنی میرے دل و دماغ سے غائب نہیں ہوئے میں ذہن میں ہمیشہ انہیں خط لکھتا رہتا ہوں کبھی کبھی ہتھیلی پر مضمون لکھتا ہوں کہ حضرت یہ واقعہ پیش ہے یہ ارادہ ہے کبھی کانوں میں آواز محسوس ہوتی ہے کہ حضرت کہتے ہیں ''یہ کیا حماقت ہے''، ''یہ کیا بات ہے'' گویا بیداری یا خواب میں حضرت مجھ سے علیحدہ نہیں ہوئے۔

پھر دردناک انداز میں کہا آہ اب حضرت کی عمر بھی ڈھلتا ہوا سایہ ہے اور دیکھئے ملاقات نصیب ہوتی یا نہیں اس کے بعد حضرت شیخ مدنی کی استقامت اور کمالات پر گفتگو کرتے رہے میں نے جب دارالعلوم دیوبند کے مستقبل کے متعلق ان کے خیالات معلوم کرنا چاہے تو فرمایا اس سے مطمئن رہئے۔ لایزال اللہ یغرس لھذا الدین غرساً اللہ خود حفاظت کرے گا قاسم (بانی دارالعلوم) کے بعد محمود (شیخ الہند) اور انور شاہ کشمیری کے بعد حسین احمد پیدا ہوتے رہیں گے جب تک وہ چاہے

مولانا عبدالحق نے مدرسہ قائم کر کے فرض کفایہ ادا کیا:

میری حیرت اور خوشی کی انتہا نہ رہی جب اس کے بعد انہوں نے گفتگو کو دارالعلوم حقانیہ کی طرف موڑتے ہوئے کہا کہ دیکھئے خدا کی شان کہ پاکستان میں دین اور دینی علوم کی حفاظت کیلئے اللہ نے عبدالحق کو کھڑا کیا اس کام کیلئے وہ ہر حال میں موزوں ہیں عبدالحق صاحب مسکین الطبع اور نفس کش انسان ہیں اور گویا وہ اس کیلئے پیدا کئے گئے ہیں انہوں نے فرض کفایہ ادا کر دیا ہے ہم ساروں کی طرف سے، ہمارا نفس بڑا ہے ہم میں تکبر ہے ہم یہ کام نہیں کر سکتے تھے میں نے کہا حضرت آپ دارالعلوم کی کامیابی کے لئے دعا فرمادیں فرمایا نہیں آپ کے کہنے پر نہیں پھر فرمایا نادان، آپ کو کیا معلوم ہے حقانیہ کو ہم نے اپنا مدرسہ سمجھ لیا ہے اس کے لئے دعا میرا فریضہ ہے اور دارالعلوم کا وجود انہیں صبح و شام کی دعاؤں کا ثمرہ ہے آپ لوگ دارالعلوم حقانیہ کے بارے میں مطمئن رہیے پھر فرمایا کہ پیر صاحب (ایک مقامی بزرگ) آپ کے مقابلہ میں جو کچھ کر رہے ہیں اس کی فکر نہ کریں حق کے مقابلہ میں ہمیشہ رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں پھر کہا کہ والد صاحب کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ دیگر مدارس کی طرح وہاں طلبہ سے چندہ نہ کرایا جائے اس میں طلبہ کی بے عزتی ہے (الحمد

للہ دارالعلوم میں یہ سلسلہ قطعی بند ہے) اور دوسرے وہ سوال کے عادی ہو جاتے ہیں دوسرا یہ کہ اپنے شاگردوں کو اور مدارس بنانے سے منع کریں اور حقانیہ کو جو مرکزیت حاصل ہے اس کو خراب نہ کریں اگر خوانخواہ مدارس بنائے جائیں تو شرح جامی تک پڑھانے کے بعد وہ طلبہ کو حقانیہ بھیجا کریں پھر فرمایا کہ میں نے ابھی تک قصور کیا ہے اور فریضہ میں کوتاہی کی کہ آپ کے ہاں ابھی تک حاضر نہیں ہوا اور موقع ملنے پر آؤنگا۔

۸؍اپریل: رات کو مولانا احتشام الحق تھانوی کی تقریر چوک یادگار میں سنی۔

۱۴؍اپریل: آج ۱۳ اور ۱۴ کی درمیانی شب ۹ بجے کے قریب برادرم شمس الرحمٰن ولد جناب عبدالرحمٰن بابا (شیخ الحدیث کے عمِ محترم) کا پہلا فرزند پیدا ہوا۔

۱۶؍اپریل: بعد از ظہر جمعیت علماء اسلام نوشہرہ کی میٹنگ میں شرکت کی۔ شام ۷ بجے پیر مانکی شریف کی دعوت میں شرکت کی۔

۱۷؍اپریل: الحاج شیر افضل خان ممبر شوریٰ حقانیہ کے ہاں دعوت میں شرکت کی، جہاں علاقہ کے بااثر شخصیات بھی موجود تھے۔ اس موقع پر پیر مانکی شریف سے مختلف امور پر گفتگو رہی جن میں حضرت ام المومنین عائشہؓ کی عمر مبارک، ڈاکٹر فضل الرحمٰن کی فتنہ انگیزیاں شامل تھیں، جناب غلام فاروق خٹک صاحب (وفاقی وزیر گورنر مشرقی پاکستان) سے بھی تفصیلی گفتگو ہوئی۔

۲۰؍اپریل: قاری سعید الرحمٰن صاحب ۷ بجے سفر حج سے واپس راولپنڈی پہنچے۔ میں بھی ان کے استقبال کے لئے گیا تھا۔

۲۶؍اپریل: گورنر کی طرف سے ماہنامہ ''الحق'' کے بارے میں وارننگ ملی۔

شیخ الحدیث صاحب کا پشاور کی مسجد قاسم علی خان میں درس قرآن کا افتتاح:

۲۵ اپریل۔ ۲۶ محرم ۱۳۸۸ھ: پشاور کے انجمن تبلیغ قرآن وسنت کے زیر اہتمام مسجد قاسم علی خان میں بعد از نماز عشاء والد ماجد حضرت شیخ الحدیث صاحب نے دو گھنٹہ پر محیط درس قرآن دے کر انجمن کے زیر اہتمام مجالس دروس قرآن کا افتتاح فرمایا۔ مسجد قاسم علی خان کا یہ درس قرآن دارالعلوم حقانیہ کے فاضل مولانا محمد یعقوب قاسمی دیتے ہیں، انجمن مذکورہ کی سرپرستی مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی فرماتے ہیں۔

شیخ الحدیث صاحب کا راؤ شمشیر علی خان کی خواہش پر احمد نگر کا دورہ اور خطاب:

۳ مئی ۶۸ء بمطابق ۴ صفر: برطانیہ میں مقیم دارالعلوم کے ایک مخلص پاکستانی ہمدرد راؤ شمشیر علی خان

کی خواہش پر والد ماجد تحصیل وزیر آباد کے موضع احمد نگر تشریف لے گئے جہاں آپ نے بعد از نماز عشاء ختم نبوت کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔احقر بھی بطور خادم ساتھ تھا۔

حضرت شیخ الحدیث کا لاہور میں جمعیت کے تاریخی کانفرنس سے خطاب:

۴رمئی ،۵۔صفر: حضرت والد صاحب احمد نگر سے لاہور تشریف لے گئے جہاں موچی دروازہ میں جمعیت علماء اسلام کے مشہور نظام شریعت تاریخی کانفرنس میں دن دو بجے ارباب دعوت وعزیمت علماء حق کے کارناموں اور کردار کی روشنی میں اہل علم کی ذمہ داریوں پر خطاب فرمایا پھر برکت علی ہال کے جلسہ میں شرکت کی۔۵ مئی کو بھی جلسے میں شریک رہے، بعد از ظہر علماء کا پاکستان میں پہلا تاریخی جلوس نکلا۔والد صاحب پہلی کار میں تشریف فرما تھے اور جلوس کے اختتام تک ساتھ رہے۔

ضیاء العلوم بیگم پورہ لاہور میں درس قرآن:

۵:مئی ۶رصفر ۱۹۶۸ء: بعد از نماز عشاء شیخ الحدیث والدی المکرم بیگم پورہ کے علاقہ (لاہور) میں حقانیہ کے ایک ہونہار فاضل مولانا لطیف الرحمٰن (کلکتی جو کہ حضرت کے چہیتے شاگرد ہیں) کے قائم کردہ مدرسہ ضیاء العلوم تشریف لے گئے۔ جہاں مدرسہ کا معائنہ بھی فرمایا اور بعد از عشاء درس قرآن بھی دیا۔الحمدللہ کہ یہ مدرسہ فاضل مذکور کے مساعی کے طفیل بڑی تیزی سے ترقی کے مراحل طے کررہا ہے۔

میاں عبداللہ جی کی سرکردگی میں بیرون ممالک کی جماعت کی آمد:

۹رمئی ۱۹۶۸ء، ۱۰رصفر ۸۸ء: تبلیغی جماعت کے میاں جی عبداللہ صاحب رائیونڈ دیگر سرکردہ حضرات کی معیت میں بیرون ممالک کی جماعت کیساتھ دارالعلوم تشریف لائے اس جماعت میں شام سوڈان ترکی اور عراق کے علاوہ امریکہ کے بعض نومسلم نیگرو حضرات بھی شامل تھے دارالحدیث میں شام اور سوڈان کے بعض حضرات کے پرخلوص جذبات وخیالات (عربی زبان میں) سے طلبہ مستفید ہوئے۔

حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی دامت برکاتہم کی آمد:

حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحب ایک سفر کے دوران دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے طلبہ واساتذہ کو شرف مصافحہ وہمکلامی حاصل ہوا آپ نے دارالعلوم کی باطنی وظاہری ترقیات کیلئے دعائیں فرمائیں۔

دارالعلوم اتمانزئی اور نوشہرہ انجمن خدام الدین کے جلسوں میں شرکت

۱۱مئی ۱۹۶۸ء: شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی صاحب کا دارالعلوم تشریف لائے اور

طویل دعا فرمائی ، پھر والد صاحب کے ساتھ اکھٹے چارسدہ کے معروف دینی ادارہ دارالعلوم اتمان زئی کے جلسہ میں شرکت کیلئے تشریف لے گئے۔

۱۱ر مئی: جہانگیرہ دریائے کابل پر بننے والے نئے پل کی افتتاحی تقریب میں شرکت کی۔

۳۱ مئی: رات کو چوک یادگار میں قاری عبدالباسط خلیل مصری اوردیگر قرآءِ عالم کی تلاوت سننے کی سعادت حاصل کی۔ ڈیڑھ بجے واپسی ہوئی۔

۷ر جون ،۱۰ر ربیع الاول: انجمن خدام الدین نوشہرہ کے زیرانتظام سہ روزہ کانفرنس کا افتتاح والد ماجد نے کرتے ہوئے صدارتی تقریر فرمائی۔

مظفرآباد سیرت کانفرنس میں شرکت اور صدر آزاد کشمیر سے ملاقات:

۹ر جون،۱۲ر ربیع الاول: سیرت کمیٹی آزاد کشمیر کی دعوت پر والد صاحب پہلی دفعہ مظفرآباد تشریف لے گئے' جس پر مظفرآباد کے مختلف حلقوں نے نہایت خوشی اور مسرت کا اظہار فرمایا۔ رات کو آزاد کشمیر کے صدر الحاج عبدالحمید خان کی زیرصدارت گورنمنٹ کالج کے وسیع میدان میں سیرت کمیٹی کے زیراہتمام جلسہ میں والد ماجد نے سیرت مطہرہ کے مختلف پہلوؤں اور بالخصوص جہاد کے موضوع پر سیرحاصل خطاب فرمایا اور اس ضمن میں مسلمانان کشمیر کے جذبہ جہاد کو سراہا۔ بعد از مغرب صدر آزاد کشمیر نے عشائیہ دیا جس میں خصوصی ملاقات رہی۔

مولانا درخواستی کی آمد:

۱۰ر جون: حضرت مولانا عبداللہ درخواستی دارالعلوم تشریف لائے اور کچھ دیر قیام کے بعد واپسی ہوئی۔

۱۶ر ربیع الاول: آج رات مردان کے مدرسہ عربیہ شیرگڑھ کے سالانہ جلسہ میں والد صاحب نے شرکت فرمائی۔

۱۰ر جولائی: مولانا احمد عبدالرحمٰن صاحب صدیقی خدام الدین نوشہرہ کے والد صاحب کا انتقال ہوا۔

مولانا افغانی کی آمد:

۲۰ر جولائی: مولانا شمس الحق افغانی دارالعلوم تشریف لائے اور فضیلت علم پر تقریر فرمائی پھر والد ماجد کی معیت میں تربیلہ ڈیم تشریف لے گئے، جہاں دونوں نے سیرت کے موضوع پر خطاب فرمایا۔

☆ نوشہرہ میں محکمہ تعلیم کی طرف سے ناظرہ کورس کے اختتام پر تقریب تقسیم اسناد میں شرکت کی۔

۳۰ رجولائی: دفتر میونسپل کمیٹی اکوڑہ کی تقریب افتتاح میں بعد از عصر ڈی سی نوشہرہ کی دعوت پر شرکت کی۔

دختر کی پیدائش اور شیر خوارگی میں انتقال:

۱۷ راگست: برخوردار حامد الحق کی ہمشیرہ (جواس کے بعد ہے) صبح نماز فجر کے وقت پیدا ہوئی۔ عافاھا اللہ و عصمھا بعد میں میری یہ چھوٹی بچی نعیمہ میرے سفرحج کے دوران عیدالاضحیٰ ۱۳۸۸ھ سے دو چار روز قبل اچانک مرض تشنج میں انتقال کرگئی۔ عمر تقریباً ۸ ماہ کے لگ بھگ تھی۔ تدفین جد امجد الحاج مولانا معروف گلؒ کے سرہانے خاندانی قبرستان اکوڑہ خٹک میں ہوئی۔ اللھم اجعلھا اجراً وذخراً۔ میں سفرحج سے واپسی پر جامعہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی ٹھہرا وہاں مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ بھی تشریف فرما تھا، انہوں نے اس حادثہ کی اطلاع دی اور فرمایا میں اتفاق سے اس دن اکوڑہ گیا تھا اور جنازہ میں مجھے شرکت کا موقع ملا۔

مولانا مبارک علی کی رحلت پر تعزیتی جلسہ:

۳۰ راگست: مولانا مبارک علی، نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصوف کا حضرت والد ماجد سے بے حد قریبی تعلق اور روابط تھے۔ یکم ستمبر کو دارالعلوم میں ایصال ثواب اور تعزیتی جلسہ ہوا۔

رائے ونڈ کا سفر اور اکابر جماعت سے ملاقاتیں:

۳۰ ستمبر تا ۲ راکتوبر: مولانا شیر علی شاہ، قاری سعید الرحمٰن کی معیت میں ٹائمکو کار کے ذریعے پنڈی سے لاہور روانہ ہوئے۔ رات ۱۲ بجے پہنچے۔ صبح گلبرگ میں پیر مجددی صاحب سے ملاقات کی۔ بعد از نماز عصر مولانا مفتی محمد یوسف ماموں کانجن (لدھیانوی شہید مراد ہیں جو ماموں کانجن لاحقہ کے ساتھ الحق میں لکھتے تھے، بعد میں حضرت مولانا بنوری نے ان کی صلاحیتوں کو دیکھ کر انہیں نیو ٹاؤن بلایا) سے ملاقات ہوئی۔ شام کو رائیونڈ پہنچے، جہاں دیگر اکابر جماعت کے علاوہ مولانا عبدالوہاب صاحب ہاٹ ہزاری خلیفہ حضرت تھانوی سے ملاقاتیں ہوئیں، رات کو ۱۲ بجے واپسی ہوئی گلبرگ میں قیام رہا۔

۲ راکتوبر: دن کے وقت جامعہ اشرفیہ میں قیام رہا۔ شام کو حافظ آباد گئے۔ گوجرانوالہ مدرسہ نصرت العلوم سے ہوتے ہوئے واپسی ہوئی۔

حقانیہ تمام مدارس میں ممتاز اور حضور اقدس کا اعجاز ہے: مولانا رسول خان ہزاروی کے فرمودات:

۱۸۔اکتوبر ۱۹۶۸ء: حضرت والد ماجد مدظلہ کے معیت میں حضرت مولانا رسول خان ہزاروی سے جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد میں ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا میرے نزدیک دیوبند علوم کا ام القریٰ ہے پہلے بھی اور اب بھی علم فقہ حدیث تقویٰ و تدین سب کچھ وہاں سے نکلی، باقی سب جہل ہیں۔

فرمایا اس زمانہ کا مجتہد شیطان سے بھی زیادہ سمجھ دار ہے۔

فرمایا اس وقت مصری علماء سب فرعون کے قائم مقام ہیں۔ جو حیثیت فرعون کے سامنے موسیٰ کی تھی، وہی حیثیت ان کے ہاں شریعت کی ہے۔والد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا آپ کا مدرسہ علمی حیثیت (زور دیتے ہوئے) سے سارے مدارس میں ممتاز ہے۔ اسلئے کہ آپ وہاں صرف فن والے مدرس نہیں رکھتے بلکہ وہ فن دان (ماہرین فن) ہوتے ہیں۔

پھر فرمایا: آپ نے اپنے علاقے فرنٹیئر میں دین کی جو خدمت کی اس کی نظیر نہیں ہے۔

کچھ دیر کے بعد فرمایا کہ ایسے ملک میں ایسا مدرسہ چلانا حضور اقدس کا اعجاز ہے کہ ایسے اجہل الناس علاقے میں ایسا کام ہوا۔اس مجلس میں حضرت مولانا شمس الحق افغانی بھی موجود تھے۔فرمایا کہ منطق کے بغیر حسامی کا باب قیاس نہیں سمجھا جاسکتا ہے بلکہ توحید تک (دلیل وحجت وغیرہ کی بنیاد پر مقصود ہے) رسائی صحیح نہیں ہوتی، پھر دیر تک منطق وفلسفہ اور خاص طور پر اصول فقہ پر گفتگو فرماتے رہے۔

والد صاحب کا نماز جمعہ کا خطاب، قاری محمد طیب کی محفلیں:

۱۸۔اکتوبر ۶۸ء: والد صاحب نے نماز جمعہ سے قبل جامع مسجد جامعہ اشرفیہ لاہور میں اہمیت اتباع سنت واسوہ حسنہ پر تقریر فرمائی۔ خطبہ ونماز حضرت قاری محمد طیب قاسمی نے پڑھائی۔ بعداز ظہر محمد فاضل صاحب کیساتھ انکے ہاں گئے، شام کے بعد واپسی ہوئی، رات بھر پرلطف محفلیں حضرت قاری صاحب کے ساتھ رہیں۔ صبح ۱۹ اکتوبر ۶۸ء مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا خیر محمد جالندھری، مولانا احتشام الحق تھانوی، مولانا مفتی محمد شفیع سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ پھر عوامی ایکسپریس سے واپسی ہوئی۔

سہ ماہی امتحان: صفر ۸۸ھ دارالعلوم کا سہ ماہی امتحان صفر کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوا ابتدائی کتابوں کا امتحان تقریری جبکہ وسطانی اور درجہ علیا کا امتحان تحریری طور پر لیا گیا

حضرت مولانا عبداللہ درخواستی کی تشریف آوری اور طلبہ میں شیرینی تقسیم کرنا:

۱۳ ربیع الاول ۸۸ھ ۱۰ جون ۱۹۶۸ء حافظ الحدیث مولانا عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام انجمن

خدام الدین نوشہرہ کے جلسہ سے فارغ ہو کر دارالعلوم تشریف لائے ان کی آمد سے دارالعلوم میں کافی چہل پہل رہی اس موقع پر آپ دارالحدیث میں طلباء اور اساتذہ کو دیر تک اپنے گرانمایہ ارشادات اور انمول مواعظ ونصائح سے محظوظ فرماتے رہے اپنے خطاب میں انہوں نے دارالعلوم کو اکابر کی یادگار قرار دیا طلبہ دارالعلوم کے ماحول میں آپ کی طبیعت پر بشاشت کے عجیب آثار نمایاں نظر آرہے تھے بنا بریں شفقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جیب سے شیرینی منگوا کر طلباء میں تقسیم کی۔

حضرت پیر مانکی روح الامین صاحب کی حقانیہ آمد:

حضرت پیر مانکی شریف روح الامین صاحب پہلی دفعہ دارالعلوم تشریف لائے اور مجلس شوریٰ کے سالانہ اجلاس میں شرکت کی ان کے اس حوالہ سے جو احساسات اور تاثرات تھے وہ انہوں نے واپس جا کر اپنے ایک مکتوب کے ذریعہ ارسال فرمائے جسکے ساتھ دارالعلوم کیلئے ایک ہزار روپیہ کا گرانقدر عطیہ بھی بھیجا۔

دارالعلوم کی مجلس شوریٰ کا اجلاس:

۱۲ رستمبر ۱۹۶۸ء دارالعلوم حقانیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس حضرت پیر روح الامین سجادہ نشین مانکی شریف کی صدارت میں منعقد ہوا حضرت والد ماجد نے سال رواں کے بجٹ پر مفصل رپورٹ پیش کی جس میں فرمایا کہ آمدنی سال گزشتہ ۱۳۸۳ میں ایک لاکھ تریسٹھ ہزار ایک سو باسٹھ روپیہ دو پیسے تھی اور خرچ ایک لاکھ انچاس ہزار پانچ سو پینتالیس روپیہ اکیس پیسے ہوئے سال ۱۳۸۸ (رواں سال) کیلئے ایک لاکھ تریاسی ہزار پانچ سو پانچ روپیہ کا میزانیہ پیش کیا گیا۔

تبلیغی جماعت کے معروف رہنما مولانا سعید خان کی دارالعلوم آمد:

۱۲ ر اکتوبر ۶۸ ء عالم اسلام بالخصوص حرمین الشریفین میں تبلیغی جماعت کے مشہور رہنما حضرت مولانا سعید خان صاحب مکہ معظمہ دیگر تبلیغی اکابر جماعت کیساتھ دارالعلوم تشریف لائے دارالحدیث میں علم کی فضیلت اور اسکی روح کے عنوان پر نہایت مؤثر اور رقت آمیز خطاب فرمایا چند گھنٹے قیام کے بعد واپس چلے گئے۔

حضرت حکیم الاسلام کی حقانیہ تشریف آوری اور درس بخاری شریف:

۱۲، ۱۳ ر اکتوبر ۱۹۶۸ء: ویسے تو حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند کی پاکستان تشریف آوری کیساتھ ہی دارالعلوم حقانیہ میں ان کی آمد غلغلہ تھا دارالعلوم کا پورا حلقہ سراپا شوق و مشتاق دید بنا ہوا تھا اور پھر حضرت قاری صاحب بھی اپنے گرامی ناموں میں تشریف لانے کا عزم مصمم اور

اشتیاق ظاہر فرما رہے تھے مگر ویزہ کی پابندیوں کیوجہ سے اور پروگرام کی غیر یقینی ہونے کی وجہ سے یہاں کا یہ شوق کبھی مایوسی اور پریشانی میں تبدیل ہو جاتا آخر کار اللہ تعالیٰ نے حضرت کی آمد کی راہیں کھول دیں اور وزارت داخلہ نے دارالعلوم حقانیہ آنے کا ویزہ دے دیا حضرت کی آمد سے چند گھنٹے قبل تک پروگرام غیر یقینی تھا اس لئے دور دراز کے محبین تک اطلاع نہ دی جاسکی احقر قاری صاحب کو لانے کیلئے ہری پور گیا ساڑھے تین بجے کار میں لیکر ہری پور سے چلے تربیلہ اور بہودی حضرو میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن کاملپوری کی رہائشگاہ سے ہوتے ہوئے سوا سات بجے اکوڑہ خٹک پہنچے راستہ میں قاری صاحب اٹک دریائے کابل و سندھ کے سنگم اور پر فضا قدرتی مناظر سے بہت محظوظ ہوئے اور ان مقامات کو جدید طریقوں سے ترقی نہ دینے پر افسوس کا اظہار کرتے رہے۔ فرمایا کہ دیگر ممالک میں ایسے مقامات سے عجیب تفریحی علاقے بنا دیتے ہیں اکوڑہ خٹک پہنچے پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کی سرکردگی علماء، وطلباء، اساتذہ اور دیندار مسلمانوں کے جمِ غفیر نے والہانہ استقبال کیا دارالعلوم کے در و دیوار حضرت نانوتویؒ اکابر دیوبند اور حضرت حکیم الاسلام زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھے ۱۲ سے ۱۴ اکتوبر روانگی تک قیام دارالعلوم میں ہی رہا اس دوران ہر وقت ان کے ہاں علماء و صالحین و عامۃ المسلمین کا تانتا بندھا ہوا تھا بعض اجلہ اکابر جس میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کی تلمیذ خاص اور رفیق و اسیر مالٹا مولانا عزیر گل مدظلہٗ بھی شامل ہیں بھی دارالعلوم پہنچے ۱۳ ر اکتوبر کو دارالعلوم کے تمام شعبوں عمارتوں مطبخ کتب خانہ دارالاقامہ وغیرہ کا معائنہ فرمایا کچھ دیر کیلئے دفتر ماہنامہ ''الحق'' کو بھی اپنے قدوم اور کامیابی کی دعاؤں سے نوازا دارالعلوم کے شعبہ اطفال مدرسہ تعلیم القرآن مڈل سکول کی کلاسوں اور بچوں کی تعلیمی صلاحیتوں کا معائنہ بھی فرمایا اور کچھ دیر تک بچوں کو علم و حکمت سے لبریز نصائح فرمائے چونکہ حضرت قاری صاحب کی تقریر و خطاب پر پابندی تھی اس لئے طلباء کی خواہش و اصرار پر بعد نماز ظہر بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دینا منظور فرمایا اس موقع پر نہ صرف ہال بلکہ باہر کے برآمدے بھی اہل علم اور سامعین سے کھچا کھچ بھرے تھے قاری صاحب نے بخاری کی پہلی اور آخری حدیث پر حکیمانہ درس نماز عصر تک دیا۔

ماہنامہ ''الحق'' کیلئے قاری طیب صاحب کا گرانقدر انٹرویو:

بعد نماز عشاء قاری صاحب نے ''الحق'' کیلئے حضرت نانوتویؒ کی زندگی کے زرین اصول، دارالعلوم دیوبند کے مستقبل اور خود اپنی سوانح نیز مسلمانوں کے زوال کے اسباب اور علماء و ارباب مدارس کے لئے اپنے زرین نصائح کے موضوعات پر ایک بلند پایہ انٹرویو دیا جسے ریکارڈ مشین کے ذریعہ محفوظ کیا گیا۔

(نوٹ) یہ انٹرویو بعد میں ''الحق'' میں قاری محمد طیب صاحب سے ایک ملاقات کے عنوان سے ماہ جنوری و فروری

۱۹۶۹ء کو دو قسطوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اور آنے والے مولانا سمیع الحق کی نئی تالیف اور حقانیہ سے خطبات مشاہیر میں شامل ہوا ہے۔ عرفان الحق)

کتاب الاراء میں قاری صاحب کے تاثرات:

۱۴ را کتوبر: واپس تشریف لے گئے طلباء و اساتذہ نے انہیں دھڑکتے دلوں کیساتھ الوداع کیا دارالعلوم کے کتاب الاراء میں آپ نے مندرجہ ذیل تاثرات ثبت فرمائے جسکے آخر میں حضرت مولانا میاں عزیر گل صاحب اسیر مالٹا نے بھی دعائیہ کلمات تحریر فرمائے۔

آج بتاریخ ۲۰ رجب ۸۸ھ احقر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں حاضر ہوا دارالعلوم حقانیہ کی عظیم الشان عمارت آنکھوں کے سامنے ہے اور اس عمارت کی روح تعلیم و تربیت اور دینی معاشرہ دل کے سامنے ہے میں یہ عرض کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ دین و دیانت اور علم و فراست میں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک دیوبند ثانی ہے اس دارالعلوم کے بادیانت نظم کی روح حضرت مولانا عبدالحق صاحب دام ظلہٗ کی ذات ستودہ صفات ہے ان کا دیکھ لینا حقانیہ کی حقانیت کو دیکھ لینا ہے الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ سلف صالحین کا علمی ترکہ یہاں پوری طرح سے محفوظ ہے یہ اس علاقہ کی خوش قسمتی ہے کہ اسمیں مولانا جیسی شخصیت اور حقانیہ جیسی درسگاہ موجود ہے یہ اس علاقہ کی خوش قسمتی ہے کہ اس میں مولانا جیسی شخصیت اور حقانی جیسی درسگاہ موجود ہے طلبہ کا بحمدللہ رجوع عام ہے اور سب پر دین کے اثرات اور خشیت اللہ کا رنگ نمایاں طریق پر محسوس ہوتا ہے دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس درسگاہ کو دائم و قائم رکھے اسے علم کا روشن مینارہ بنائے رکھے۔

این دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد، محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند، نزیل حال اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا محمد طیب صاحب چونکہ ہمارے سردار ہیں اس لئے اپنی سعادت سمجھتا ہوں کہ اپنے طرف کچھ عرض نہ کردوں صرف حضرت مولانا مذکورالصدر کی دعاؤں پر آمین کہوں۔ والسلام: بندہ محمد عزیر عفی عنہ

حامد الحق قاری طیب قاسمی کی گود میں

اکتوبر ۶۸: قاری طیب صاحب کی آمد کے موقع پر برخوردار حامد الحق کو یہ کہہ کر خدمت میں پیش کیا گیا کہ حضرت خادم زادہ کیلئے دعا فرمائیں تو فرمایا: نہیں مخدوم زادہ ہے۔ پھر نام پوچھا سن کر فرمایا ان شاء اللہ لکل من اسمہ نصیب۔ گود میں لیا تو وہ ہونٹوں اور انگلیوں سے آوازیں نکالتا رہا تو فرمایا کہ بہت خوب آوازیں دیتا ہے، دیر تک ظرافت آمیز چھیڑ چھاڑ فرماتے رہے اور دعائیں دیں۔

صدمہ جانکاہ (بڑی ہمشیرہ محترمہ کا انتقال):

۲۲ر اکتوبر: اکتوبر کی درمیانی شب کو دس بجے ہمشیرہ محترمہ (بی بی زینب) کے انتقال کا حادثہ یکا یک پیش آیا۔ مرحومہ کی عمر ۲۲ سال تھی۔ انتقال مرض ولادت میں ہوا' بچی (ثمینہ گل زوجہ جناب عبدالرب صاحب) ولادت سے تھوڑی دیر بعد ماں کے سایہ شفقت سے محروم ہوگئی۔ جوانمرگ ہمشیرہ کی اچانک جدائی نے پورے خاندن کے دلوں کو مجروح کردیا ہے۔ بالخصوص والدین کے لئے تو اولاد کا یہ پہلا ہی صدمہ ہے۔ وفات کی اطلاع چند مخصوص اعزہ اور احباب کو دی گئی مگر یہ خبر راتوں رات جنگل کی آگ کی طرح ہرطرف پھیل گئی۔ اور ۲۳ کی صبح سے مہمانوں کا تانتا لگ گیا۔ نماز جنازہ ۲ بجے ہوا۔

والد صاحب نے جنازہ پڑھایا: ہزاروں افراد جن میں علماء، صالحین اور دیندار حضرات کی اکثریت تھی، نے جنازہ میں شمولیت کی۔ اکوڑہ خٹک کی تاریخ میں یہ جنازہ اپنی نظیر آپ تھا اور علماء اور اہل اللہ کی شمولیت مرحومہ کی سعادتمندی کی علامت تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک تعزیت کرنے والوں کا سلسلہ جاری ہے۔ بیشمار خطوط آرہے ہیں، (مکتوبات مشاہیر کے اکثر جلدوں میں اس وقت کے اکابر برصغیر دیوبند لکھنو اعظم گڑھ علی گڑھ دہلی کے اداروں کے تعزیتی مکتوبات کا ذکر ہے۔ عرفان الحق)

کئی جگہ مخلصین نے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام بھی کرایا۔ ان تمام حضرات کا پورا خاندان بالخصوص والد بزرگوار حضرت شیخ الحدیث مدظلہ' نہایت شکر گزار ہیں اور دل کی گہرائیوں سے اس صدمہ میں ہمدردی کرنے والوں بالخصوص پورے اہل قصبہ کے رفع درجات کیلئے سب دست بدعا ہیں، جنہوں نے مہمانوں کی خاطر داری اور سارے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، نیز اپنے تمام مخلص قارئین اور متعلقین سے مرحومہ کے حق میں دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ ہم سب اللہ کی امانت ہیں۔ ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی بجز صبر وشکر کے چارہ نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شیخ الحدیث مدظلہ کا واہ کینٹ میں درس قرآن وحدیث کی تقریب میں شرکت:

۲۵ رشعبان ۱۳۸۸ھ بمطابق ۱۷ر نومبر ۱۹۶۸ء کو واہ کینٹ میں چوتھی سالانہ تقریب درس قرآن منعقد ہوئی جہاں ہر ماہ کے آخری اتوار کو مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب درس دیتے ہیں اس تقریب میں حضرت والد ماجد کے علاوہ فرزند شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انور صاحب اور حضرت مولانا بشیر احمد پسروری کے علاوہ احقر بھی مدعو تھا اس مجلس میں والد ماجد نے پون گھنٹے تک حفاظت قرآن کے موضوع پر خطاب فرمایا جسے محفوظ کیا گیا۔